ماحولیاتی آلودگی اور ہماری ذمہ داریاں: سیرت النبی (ﷺ) کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

(Islamic Teachings Regarding Protection of the Environmental Pollution: Analytical Study in the light of Seerah ﷺ)

ڈاکٹر طیبہ رزاق*

ABSTRACT:

Environment is one of these basic needs of entire living being. Man puts his personal interests in the fore front for his selfishness even though he knows that his deeds are harmful to other living species on this planet. Environmental protection is a practice of protecting the natural environment on individual, organizational or governmental levels, for the benefits of both the natural environment and humans. Due to over population, undue interference, exploitation of natural resources and industrial technology' the physical environment is being degraded. Scientists and Governments are trying to overcome this problem. Academic institutions offering courses, such as environmental studies, environmental engineering, that teach the history and methods of environment protection. But up till now concrete measures has not been taken to save the essential of life like Air, Water, Soil contamination, light, Noise etc.Islam as being the Natural religion gives the solution of this problem and leads the mankind how he can save and protect the environment from being polluted and live a happy and healthy life. Moreover' the root cause of this is ignorance, harmful activities to environment and lack of fairness of God. If fear of God dwells in human heart, man will not harm others for personal interests.

This article is aimed to highlight the teachings and instructions of Islam about protection of environment. As the Muslim communities consisted upon a large section of the world population, so if they adopt these Islamic universal laws & principles, constructive changes can be brought in global environment permanently. This paper looks at the importance of the environment in the main sources of Islamic instruction, namely the Quran and Prophet's Hadiths. These texts turn out to be on the side of conservation, the emphasis being on respect for creation, the protection of the natural order and avoidance of all wasteful activities which may cause injury to the environment.

Keywords: Islam; Pollution; Nature, Environmental Protection, Natural Resources

* پی ایچ ڈی جامعہ پنجاب، لاہور، لیکچرار وزٹنگ شیخ زاید اسلامک سنٹر جامعہ پنجاب، لاہور

تمہید

انسان کے اطراف موجود کائنات اور اس کی تمام چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں، اللہ نے اس کائنات کو پہاڑوں، جنگلوں، دریاؤں، ندی نالوں، ہواؤں اور دیگر مختلف چیزوں سے آباد کیا ہے زمین کو ان کا مستقر بنایا ہے، آسمان کو اس پر مانند چھت بنا کر خوبصورت ستاروں اور سیاروں سے اسے مزین کیا ہے، اس کے نیچے بادلوں کو انسان کی بنیادی ضرورت پانی سے بھر کر انسانوں کی آبی ضرورتوں کی تکمیل کی ہے، پھر زمین پر مختلف قسم کے چرند وپرند اور سمندر میں مختلف قسم کی مچھلیوں اور آبی حیوانات کو پیدا کر کے انسانی کی غذائی ضرورتوں کے ساتھ ماحولیاتی ضرورتوں کی بھی تکمیل کی ہے، کائنات کی یہ ساری ان گنت چیزیں خدائے قادر مطلق کی مخلوق ہیں، جنہیں اس نے مناسب اور موزوں طریقہ پر استحکام کے ساتھ بنایا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مناسب انداز پر مضبوط بنا رکھا ہے [1]

اللہ عزوجل نے کائنات کی ہر چیز کی تخلیق وابداع میں اس خصوصیت کا بھرپور خیال رکھا ہے کہ انسانی حیات اور انسان کے ساتھ زمین پر رہنے والی زندہ مخلوق کی حیات کے لئے مفید ہو، چنانچہ اللہ نے ہر چیز کی تخلیق صحیح متعین مقدار وکمیت مناسب انداز پر مکمل موزونیت کے ساتھ کی ہے، تاکہ ہر چیز اس متعین مقدار وکمیت میں اور اس مخصوص صفت وکیفیت کے ساتھ انسان کے اطراف آباد دنیا کی فضاء اور اس کے ماحول کے موافق فطرت رہنے میں مددگار بنے اس سے انسان کو ایک خوشگوار صحت بخش ماحول مل سکے، جس میں وہ اپنی جان وصحت کے تحفظ کے ساتھ اپنے رب کی عبادت میں ہمہ وقت مصروف رہ سکے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے؛ اور ہم نے پر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے [2] اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ ڈال دئے، اور اس میں ہر قسم کی ضرورت کی نباتی چیز ایک متعین مقدار سے اگائی۔ [3]

انسان کے اطراف پھیلی کائنات میں فطری موزونیت سے پیدا ہونے والا ماحول بھی فطری ہوتا ہے جو انسان اور جاندار مخلوق کے لئے مفید ہوتا ہے جب فطری تخلیق میں انسانی الٹ پھیر شروع ہوتی ہے اس سے خدائی تخلیق کی کمیت وکیفیت میں تبدیلی ہوتی ہے تو اس سے کائنات کا ماحول غیر فطری ہو جاتا ہے جو کائنات کے لئے اور اس میں آباد انسان اور دیگر مخلوق کے لئے نقصان دہ ہو جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ نقل پر عقل کے غلبہ اور روحانیت پر مادیت کے غلبہ کا زمانہ ہے اور مشینی دور ہے، اس میں انسانی زندگی کے تمام اقدار یکسر تبدیل ہو چکے ہیں انسانی فکر وعمل نے مختلف قسم کے حالات پیدا کر دئے ہیں اس کی وجہ سے بہت سے مسائل جو ماضی میں کبھی زیر بحث

---

1 سورۃ النمل: ۸۸۔

2 سورۃ القمر: ۴۹۔

3 سورۃ الحجر: ۱۹۔

نہیں آئے اب زیر بحث آچکے ہیں ان مسائل میں سے ایک مسئلہ ماحولیاتی آلودگی بھی ہے بیسویں صدی کے نصف سے یہ مسئلہ عالمی مسئلہ بن کر ابھرا ہے ۱۹۷۱ میں ماحولیات کا علم عالمی سیاست کا حصہ بن گیا، ۱۹۷۲ء میں اقوام متحدہ نے اسٹاک ہوم سویڈن میں اس موضوع پر پہلا سمینار منعقد کیا، اور پھر ۱۹۹۷ میں کائنات اور بالخصوص کرۂ ہوا کے لئے ماحولیات کے خلاف انسانی حرکتوں کے نقصان دہ ہونے کا عالمی سطح پر اعتراف کیا گیا ،اور دن بدن اس کی خطرناکیوں اور منفی نتائج سے پوری دنیا متحرک ہے بالخصوص ٹیکنالوجی سے مربوط وسیع صنعت کے فروغ کے بعد سے یہ مسئلہ حکومتوں کی توجہات کا مرکز بن گیا ہے۔

ماحولیاتی آلودگی خدائی تخلیق میں ردوبدل کا انجام ہے، اللہ تعالی نے کائنات میں جو موزونیت رکھی ہے وہ قیامت تک کے لئے ہے ،اور اللہ کے نظام میں انسانی نسلوں کی بقا مطلوب ہے ، اسلام میں ہر وہ عمل ممنوع ہے جس سے تسلسل متأثر ہوتا ہو، اس لئے اگر انسان ماحول کو آلودہ نہ کرے اور ان چیزوں سے بچے جن سے ماحول آلودہ ہوتا ہے تو یقیناً کائنات کا نظام اور اس کا ماحول فطرت کے موافق قیامت تک برقرار رہے گا یہ مسئلہ زیر بحث صرف اس لئے بنا ہے کہ ماضی میں بہت سی ایسی انسانی غلطیاں ہوئی ہیں جنہوں نے ماحولیات پر برا اثر چھوڑا ہے، مثلا: اللہ جل شانہ نے کائناتِ ارضی و سماوی تخلیق فرمائی، زمین کو لہلہاتی فصلوں اور کھیتیوں، سرسبز و شاداب جنگلات، عقل و خرد اور دل و نگاہ کو موہ لینے والی آبشاروں، دریاؤں اور سمندروں اونچے اونچے پہاڑوں اور لمبے لمبے قدآور درختوں، خوشبودار پھولوں اور پھلوں، خوشوں والی کھجوروں اور بھوسے والے اناج سے مزین فرمایا- کتنی عظمت اور بزرگی والی ہے وہ ذات جس نے متعدّد آسمانی کرّے باہمی مطابقت کے ساتھ طبق دَر طبق پیدا فرمائے، اور اسی نے آسمانِ دنیا کو چراغوں (یعنی ستاروں اور سیّاروں) سے آراستہ کیا اور ہر سماوی کائنات میں اس نے ایک نظام ودیعت فرمایا اور نظامِ تخلیق میں کوئی بھی ذرا بھر بے ضابطگی اور عدمِ تناسب نہیں رکھا کہ ایک کا نظام دوسرے میں مداخلت کر سکے-

قرآن پاک اللہ تعالی کی تخلیق پر تمام معترضین نقادوں کو چیلنج کرتا ہوا فرماتا ہے: ٫جس نے بنائے ہیں سات آسمان اوپر نیچے، تم (خدائے) رحمان کے نظامِ تخلیق میں کوئی بے ضابطگی اور عدمِ تناسب نہیں دیکھوگے، سو تم نگاہِ (غور و فکر) پھیر کر دیکھو، کیا تم اس (تخلیق) میں کوئی شگاف یا خلل (یعنی شکستگی یا اِنقطاع) دیکھتے ہو[1]، تم پھر نگاہِ (تحقیق) کو بار بار (مختلف زاویوں اور سائنسی طریقوں سے) پھیر کر دیکھو، (ہر بار) نظر تمہاری طرف تھک کر پلٹ آئے گی اور وہ (کوئی بھی نقص تلاش کرنے میں) ناکام ہوگی[2]- گویا دنیا کے نقادوں، انجینئروں اور علومِ لطیفہ کے ماہرین کو دعوت دی جارہی ہے کہ جو کچھ ہم نے پیدا کیا ہے آسمان، زمین، پہاڑ، ہر قسم کی بے جان اور

---

1 سورۃ الملک:۳۔

2 سورۃ الملک:۴۔

جاندار مخلوق، سب کو دیکھو، غور سے دیکھو تنقیدی نگاہ سے دیکھو ایک بار نہیں بار بار دیکھو اور بتاؤ تمہیں اس میں کوئی نقص، کوئی عیب، کوئی رخنہ، کوئی شگاف یا ترتیب و تناسق میں کوئی کوتاہی نظر آتی ہے؟ تم عمر بھر کسی نقص کی تلاش میں سرگرداں رہو، تمہاری نگاہیں تھک کر چور ہو جائیں گی، لیکن ان کا کوئی عیب تلاش کرنے میں کامیابی نہیں ہو گی۔ جو ہم نے بنا دیا، جیسا بنا دیا، اس سے بہتر کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آسمان کی اتنی بلندی اور اتنا پھیلاؤ نہیں ہونا چاہیے تھا اور اس کی فضا میں جو اربوں تارے جگمگا رہے ہیں ان کی ترتیب درست نہیں ہے یا جس طرح زمین کو بنایا گیا ہے اس میں ردوبدل کی گنجائش ہے۔ ذرا اپنے انسانی پیکر پر غور کریں چہرے پر ناک، منہ، آنکھیں، ہونٹ، دانت، زبان اور جو کچھ بنایا ہے اس میں کوئی تبدیلی کر کے دکھاؤ، کیا کوئی ترمیم، کوئی تجویز، کوئی ردوبدل ممکن ہے [1]

نظام کائنات کی حفاظت کا انتظام و توازن

اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات کے ساتھ ہی ایک مضبوط نظام عطا فرما کر پوری کائنات کو محفوظ و مامون بنا دیا جس پر قرآن مجید کی کئی آیاتِ مبارکہ سے استشہاد لیا جا سکتا ہے; بے شک ہم نے سب سے قریبی آسمانی کائنات کو (ستاروں، سیاروں، دیگر خلائی کرّوں اور ذرّوں کی شکل میں) چراغوں سے مزیّن فرما دیا ہے اور ہم نے ان (ہی میں سے بعض) کو شیطانوں (یعنی سرکش قوتوں) کو مار بھگانے کا ذریعہ (بھی) بنایا ہے اور ہم نے ان (شیطانوں) کیلیے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے [2] پھر دو دِنوں (یعنی دو مرحلوں) میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر سماوی کائنات میں اس کا نظام ودیعت کر دیا اور آسمانِ دنیا کو ہم نے چراغوں (یعنی ستاروں اور سیّاروں) سے آراستہ کر دیا اور محفوظ بھی (تاکہ ایک کا نظام دوسرے میں مداخلت نہ کر سکے)، یہ زبردست غلبہ (و قوت) والے، بڑے علم والے (رب) کا مقرر کردہ نظام ہے [3] ارشادِ خداوندی ہے: الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ [4] ۔ یعنی یہ سورج اور چاند مقررہ حساب کے مطابق حرکت کر رہے ہیں جو منزلیں اور بروج ان کیلئے مقرر ہیں نہ ان سے تجاوز کرتے ہیں اور نہ روگردانی، اپنے اپنے مدار میں مصروف ہیں کیا مجال کہ دائیں یا بائیں سرکیں یا لمحہ بھر کی بھی تقدیم و تاخیر کریں۔ کیا ہی انوکھا، عجیب تر اور حیرت کن نظم و ضبط نظام شمسی میں رکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور ابومالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ سورج اور چاند حساب سے اپنی اپنی

---

1 الازہری، محمد کرم شاہ، **تفسیر ضیاء القرآن**، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۵، جلد ۵، ص ۲۸۵ ۔

2 سورۃ الملک: ۵ ۔

3 سورۃ حم السجدہ: ۱۲ ۔

4 سورۃ الرحمٰن: ۵ ۔

منازل میں چلتے ہیں اور ان سے تجاوز نہیں کرتے اور نہ ہی ان سے علیحدہ ہوتے ہیں یعنی اپنا راستہ تبدیل نہیں کرتے [1]

اسی نظام کی پابندی کے باعث وقت پر موسم بدلتے ہیں، وقت پر دن طلوع ہوتا ہے اور رات آتی ہے، ہر روز مقررہ وقت پر ان کا طلوع و غروب ہوتا ہے، اسی سے ماہ و سال کا حساب بنتا ہے-اگر اس نظام میں ذرا سا بھی خلل آجائے تو ساری کائنات چشم زدن میں درہم برہم ہو جائے-الغرض پوری کائنات میں جس جانب بھی نظر دوڑا لیں ہر ذرے اور ہر کُرے میں مکمل نظم و ضبط پایا جاتا ہے ہر قدرتی نظام میں ایک توازن پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر چیز میں ایک نکھار اور تروتازگی ہے-انسان نے جب بھی اس توازن کو عدم توازن میں لانے کی کوشش کی اس کو منفی اثرات بھگتنے پڑے- تخلیقِ کائنات میں کوئی کمی، کوئی کجی، کوئی نقص بلکہ ہر قسم کی آلودگی سے پاک و مبرا ہے- یہ جو آج پوری دنیا مختلف قسم کی آلودگیوں میں گھری ہوئی نظر آتی ہے یہ انسان کی اپنی پیدا کردہ ہے جس کا مختصر جائزہ یہ ہے-

ماحولیاتی آلودگی کی وجوہات

دُنیا نے جب گیسی مادوں کی ایجادات اور اُن کے وسیع پیمانے پہ استعمال کے دور میں قدم رکھا، صنعتی ترقی کے ذریعے مختلف الانواع ایجادات، گوناگوں تحقیقات، کیمیائی اور حیاتیاتی دریافتوں کے میدان میں انسان نے بے پناہ ترقی حاصل کی-اِس بے احتساب اور بھاگم بھاگ کی ترقی کی وجہ سے قدرتی ماحول پر انتہائی بھیانک اثرات مرتب ہوئے ہیں آج ہر ترقیاتی منصوبہ کسی نہ کسی صورت میں ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ کا سبب بن رہا ہے- صنعتی انقلاب کے بعد 1750ء سے لے کر اب تک زمین کے اوسط درجہ حرارت میں 1.5 ڈگری فارن ہائیٹ اضافہ ہوا ہے[2] اور حالیہ صدی کے اختتام تک درجہ حرارت میں 1.5-2 ڈگری فارن ہائیٹ اضافہ متوقع ہے جو ایک نہایت تشویشناک صوررت حال ہے اس موسمیاتی تبدیلی کی وجہ سے گلیشیرز پگھلنے شروع ہو گئے ہیں، سطح سمندر میں اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے ساحلی علاقے زیرِ آب آنے کا خدشہ ہے- مزید برآں بارشوں کے سلسلے متاثر ہونے اور غیر متوقع طوفانوں کا خدشہ ہے- موسمی تبدیلی کی وجہ سے مجبوراً ہجرت، صحت کے

---

1 القرطبیؒ، امام ابو عبد اللہ، محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الأنصاری، ا(لمتوفی: ۶۷۱ھ) **تفسیر الجامع لأحکام القرآن**، بیروت۔ ج؛۲ ص ۲۲۳۔

2 Synthesis Report Summary for Policymakers, **Climate Change 2014** , Intergovernmental panel on climate change 2014, pp.47

مسائل، خوراک کے مسائل، جنگلی حیات کا ناپید ہونا، صاف پانی کی قلت، معاشی مسائل اور دیگر مسائل بھی جنم لے رہے ہیں۔اس گلوبل وارمنگ کی موجب گیسز ہیں جو فضا میں مختلف ذرائع سے شامل ہو رہی ہیں اس کا بڑا ماخذ نامیاتی ایندھن تیل، گیس اور کوئلہ وغیرہ کو ذرائع آمد ورفت اور صنعتی پیداوار کے لیے جلانا ہے نیز سیمنٹ کی پیداوار اور دیگر صنعتی پیداوار کے نتیجے میں خارج ہونے والی گیسز ہیں جو فضا کو آلودہ کر رہی ہیں۔ سالانہ ۴۰ ارب ٹن گرین ہاؤس گیس[1] فضا میں انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے شامل ہو رہی ہے۔آلودگی سٹیل فرنس کی فیکٹریوں، اینٹوں کے بھٹوں اور ٹرانسپورٹ کے بے دریغ استعمال کی وجہ سے بڑھ رہی ہے۔دوسری جانب درخت کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرتے ہیں اور ماحول کو خوشگوار بناتے ہیں ان کا بے دریغ کٹاؤ، آبادی کا تیزی سے بڑھنا، سرسبز علاقوں کو پختہ کنکریٹ کی عمارتوں اور سڑکوں میں بدلنا موسمیاتی تبدیلی پر بری طرح سے اثر انداز ہو رہے ہیں۔

موجودہ صورت حال میں انسانی جان کی بقاء کو جن چیزوں سے خطرہ لاحق ہے اُن میں سے ایک بڑا خطرہ ماحولیاتی آلودگی بھی ہے۔جو موسم کی ناہمواری، درجہ حرارت کی کمی وزیادتی، خشک سالی، طوفان، سیلاب، قدرتی آفات اور دیگر انسانی عوامل کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے کثرتِ امراض جنم لیتے ہیں۔اب تو فطری ماحول کی ناہمواری نے بھی انسانی وجود کی بقاء کو خطرے میں ڈال دیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ روئے زمین پر تمام جانداروں اور بالخصوص انسانی جان کے تحفظ کا انحصار جن باتوں پر کیا جا سکتا ہے ان میں سے ایک آلودگی سے پاک ماحول ہے۔ہم سب کے لیے ان ماحولیاتی تبدیلیوں کو سمجھنا اس لیے ضروری ہو گیا ہے کہ خود انسانی زندگی اس سے پُوری طرح اور بُری طرح متاثر ہو رہی ہے۔

اس وقت ہوائی آلودگی عالمی سطح پر انسانی جان کیلئے خطرہ بن چکی ہے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں سالانہ ۷۰ لاکھ لوگ اسی وجہ سے لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔دین اسلام جہاں دیگر مسائل سے متعلق حل پیش کرتا ہے وہاں ہر قسم کی ماحولیاتی آلودگی سے متعلق بھی ایک آفاقی نقطۂ نظر رکھتا ہے۔پہلے ہر شے خوبصورت لگتی تھی۔شہر، قصبے، گاؤں، ندی نالے، چشمے، نہریں، ندیاں، دریا، پہاڑ، سڑکیں، کچے پکے راستے اور کھیت سب کچھ حسین تھا۔صاف ستھرا ماحول، موسم اپنے وقت پر بدلتے، کسان وقت پر بوتے، وقت پر کاٹتے۔ سب کچھ فطرت کے اصولوں کے مطابق چلتا تھا۔اب سب سے زیادہ آلودگی کی وجہ انسان ہیں۔دن بدن جنگلوں کی تعداد کو کم کیا گیا، ایک رپورٹ کے مطابق ۱۹۰۰ء کے بعد سے ایتھوپیا کے ۹۰ فیصد جنگلات ختم ہو گئے، اسی طرح خلیجی جنگوں کے دوران سمندر میں بہائے گئے پٹرول سے پیدا ہونے والی آبی آلودگی سے پاکی کے لئے خلیج

---

1 Michelle Melton, Sarah Ladislaw, Climate 101: **An introduction to climate Change,** CSIS, pp.2, 2015)

فارس کو ۱۸۰سال کی مدت درکار ہے،اگویاانسانوں نے کتنے بڑے پیانے پر آلودگی کو پیدا کرنے کی سعی کی ہے ،اوراب اسی کے برے اثرات کو بھگتنااس کا مقدر بن گیا ہے۔

اسی طرح زمینی، فضائی اور بحری جنگ وجدال اور اس کے لئے طرح طرح کے آلات کی ایجاد اور اس کی مشق کی بھیانک غلطیوں نے بھی ماحولیات کی آلودگی کو بڑے پیانے پر پیدا کیا ہے، اور ان کی وجہ سے پیدا ہونے والی فضائی آلودگی کا انجام مختلف امراض کی شکل میں ظاہر ہوا ہے، عراق کویت جنگ کے دوران عراقی فوج کی جانب سے کویت کے ۷۲۷ سے زیادہ پٹرول کے کنویں جلائے گئے،اور اس سے پیدا ہونے والے زہریلے دھواں نے بہت سے ملکوں کو اپنی لپیٹ میں لیااوران جگہوں پر اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی آلودگی نے انسانی صحت کو متاثر کیا،اس کی وجہ سے لوگوں میں تنفس کی بیماریوں کے ساتھ قبل از وقت حمل کے ساقط ہونے اور پیدائشی نقائص کے ساتھ ولادت کی شکایتیں عام ہو گئیں عراق میں امریکہ کی جانب سے نیوکلیر ہتھیاروں اور دیگر مہلک ہتھیاروں کے استعمال سے پیداشدہ فضائی آلودگی کی وجہ سے بہت سے امراض پیدا ہوئے ہیں اور ناقص اور معذور بچوں کی شرح پیدائش میں بے تحاشہ اضافہ ہوا ہے ۲۰۰۹ سے پہلے کی ایک رپوٹ کے مطابق عراق جنگ کی وجہ سے پیدا ہونے والی آلودگی کی وجہ سے چار ہزار سات سو گیارہ عراقی کینسر کے مرض میں مبتلا ہوئے ہیں، جبکہ ستر فیصد عراقی پھیپھڑے کے کینسر سے دوچار ہو چکے ہیں، ۳۸۵ فیصد عراقی بچے دماغی کینسر میں مبتلا ہیں ،اور یہ تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے [1] نیز افغانستان کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے، وہاں روز و شب کی بمباری کی وجہ سے ماحول اتنا آلودہ ہو چکا ہے کہ پاگل پن کے امراض بھی بہت بڑھ چکے ہیں۔ماہرین ماحولیات کے بقول وہاں جنگ کی وجہ سے آلودگی اتنی بڑھ چکی ہے کہ اگر یہ سلسلہ مزید جاری رہا تو وہاں کے باشندگان کی جتنی بڑی تعداد اب تک لقمہ جنگ بنی ہے اس سے بھی بڑی تعداد آلودگی کی وجہ سے مختلف امراض بالخصوص کینسر اور جلدی امراض میں مبتلا ہو کر لقمہ موت بنے گی [2] انسان نے اپنی کارستانیوں کی وجہ سے ماحول کو آلودہ کیا ہے۔اس کی وجہ سے اب فضائیں زہریلی ہو چکی ہیں۔صاف شفاف ہوا آلودہ ہو چکی ہے۔ندیاں چشمے اور دریا بدبودار ہو چکے ہیں۔زہریلی گیسوں اور گاڑیوں کے دھوئیں نے آسمان کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ خوفناک بیماریاں تیز رفتاری سے پھیل رہی ہیں۔اور زیادہ تر انسان اس کی گرفت میں مبتلا ہیں۔پہلے ماحول اتنا آلودہ نہ تھا جتنا آج کے دور میں ہو گیا ہے۔اب تو ہر طرف آلودگی ہی نظر آتی ہے۔اور آنے والے وقت میں اس پر روک نہ لگائی گئی تو اس کا منظر اور بھی خوفناک ثابت ہوگا۔اور فضا کی آلودگی یہ ایک عالمی مسئلہ بھی ہے۔ لیکن ہم عالمی حالات نہیں

---

1 http://mosul-network.org/index.php?do=article&id=16938

2 www.sana.sy/ara/8/2010/12/03/321979.htm

بدل سکتے ہیں۔ بہتر یہی رہے گا کہ ہم اپنے گھر پر ہی توجہ دیں اور ایسے انتظامات کریں جن سے اس پریشانی کو دور کیا جاسکے۔

ٹرانسپورٹ کے مسائل

آج کل گاؤں، قصبوں اور شہروں میں گاڑیوں کی تعداد اس قدر بڑھ چکی ہے کہ لوگوں کا چلنا محال ہو چکا ہے۔ اس اضافے سے ڈیزل، پٹرول اور گیس کے زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے فضا اس قدر آلودہ کر دی ہے کہ اب ماسک پہننا ضروری قرار دیا جا چکا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ سڑکوں اور راستوں پر پبلک ٹرانسپورٹ لائی جائے۔ جن سے دھواں نہیں نکلتا ہو اور وہ ماحول کو بھی آلودہ نہ کر سکیں اور سڑکوں پر رش بھی کم ہو جائے گا۔ اسکولوں کالجوں یونیورسٹیوں کو بسیں مہیا کی جائیں تاکہ طالب علم گاڑیوں، موٹر سائیکلوں کی بجائے بسوں میں سفر کریں۔ موٹر سائیکل کی تعداد کم کی جائے۔ سائیکل سواروں کے لیے سڑکوں پر ٹریک بنائے جائیں۔ دور کے سفر کے لیے ریل کے سفر کو عام کیا جائے اور اسے جدید اور آرام دہ بنایا جائے۔ دنیا بھر میں اس سفر کو انتہائی محفوظ سمجھا جاتا ہے اور یہ آلودگی کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ افسوس کہ ہم نے اس محفوظ سواری کو عام کرنے کے لیے بہت لاپرواہی برتی۔ موجودہ حکومت نے اس طرف کسی حد تک توجہ دی، لیکن اب بھی مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

فیکٹریاں اور کارخانے

فیکٹریوں اور کارخانوں کے زہریلے دھویں سے ندیاں، نہریں، تالاب، دریا آلودہ ہو چکے ہیں۔ اس لیے پینے کے پانی کی کمی ہو رہی ہے۔ اور جو فیکٹریاں اور کارخانے زہریلے مواد کا علاج نہیں کرتے ان پر نہ صرف جرمانے کیے جائیں بلکہ اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں تو ان کارخانوں اور فیکٹریوں کو بند کر دیا جائے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو سال کے اندر اندر اس کے اثرات کم ہوتے نظر آنے لگیں گے اور ہمارا آلودہ پانی اپنی اصل حالت کی طرف لوٹنے لگیں گا۔ ان قلیل المدت منصوبوں پر اگر آج سے ہنگامی بنیادوں پر عمل شروع کیا جائے تو امید کی جاسکتی ہے کہ آئندہ برس فضائی آلودگی میں کافی حد تک کمی ہو جائے گی۔ طویل المدت منصوبوں میں فیکٹریوں، کارخانوں، اور ندی نالوں کی وجہ سے بند کر کے گاؤں گاؤں جائزہ لے کر ان کا حل تلاش کرنا آسان ہو جائے گا۔ فیکٹریوں سے نکلنے والا زہریلا دھواں روکنے کے لیے سائنسی ذرائع اختیار کرنے پڑینگے۔ اس کے علاوہ کارخانوں اور اسپتالوں اور شہروں کا کچرا اٹھکانے لگانے کے لیے مستقل حل تلاش کرنا پڑینگے۔ ملک عزیز سے آلودگی کو جلد از جلد مٹانا انتہائی ضروری ہے اور اگر ہم آلودگی کو نہ مٹا سکے تو آلودگی ہمیں مٹا دے گی۔

درختوں کی کٹائی

افسوس کہ اس ملک میں شجر کاری ہر سال کی جاتی ہے لیکن ابھی تک اس کے فوائد نظر نہیں آئے۔ درخت قدرت کی سب سے خوبصورت نعمت میں سے ایک ہیں، اور یہ آلودگی کو ختم کرنے کا سب سے کارآمد نتیجہ ہیں۔ اس سے ہمیں آکسیجن فراہم ہوتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو درخت لگانے کے فوائد سے آگاہ کیا

جائے اور درختوں کو کاٹنا ایک قومی جرم قرار دیا جائے۔ اس پر سختی سے عمل کیا جائے تاکہ ہم اس آلودہ ماحول کو کچھ حد تک کم کر سکیں۔ ہمارا مذہب بھی درختوں کے قتل عام سے منع کرتا ہے۔ درختوں کی کٹائی روکنے کے لیے علماء بھی اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ شجر کاری بے شک کم کی جائے لیکن جتنی کی جائے وہ نظر آئے

سموگ

دور جدید کی فضائی آلودگی میں سموگ انتہائی نقصان دہ ہوا اور فضائی آلودگی ھے پاکستانی شہر لاہور کے ہر شہری کی صحت کو سموگ یا گرد آلود زہریلی دھند سے خطرہ لاحق ہے

سموگ کی وجوہات

ماہرین کے مطابق پاکستان اور انڈیا کے شمال میں پہاڑی سلسلے ایک دیوار کا کام کرتے ہیں۔ فصلوں کے باقیات جلانے سے پیدا ہونے والا دھواں فضا میں اٹھتا ہے، معلق رہتا ہے اور جب ادھر کی ہوا چلتی ہے تو یہ پاکستان میں داخل ہو جاتا ہے۔ پاکستان کا دوسرا بڑا شہر لاہور اسکی موجودہ آبادی ایک کروڑ سے زیادہ ہے۔ انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق پاکستانی شہر لاہور کے ہر شہری کی صحت کو سموگ یا گرد آلود زہریلی دھند سے خطرہ لاحق ہے انتہائی نقصان دہ ہوا، فضائی آلودگی کے بارے میں عالمی سطح پر آگاہی مہم کی ضرورت ھے۔

ایئر کوالٹی انڈیکس (AQI)[1]۔ جب اے کیو آئی صفر اور پچاس کے بیچ میں ہو تو اس کا مطلب ہے کہ ہوا کی کوالٹی اچھی ہے۔' اے کیو آئی کا ۵۱ سے ۱۰۰ کے درمیان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہوا کی کوالٹی درمیانے درجے کی ہے۔ تاہم ۱۰۱ سے ۱۵۰ تک کی ایئر کوالٹی سے سانس کی بیماریوں میں مبتلا اور حساس طبیعت افراد کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ ہوا کی کوالٹی اگر ۱۵۱ سے ۲۰۰ کے درمیان ہو تو وہ غیر صحت بخش ہو جاتی ہے جس سے عام لوگوں کی صحت کو بھی خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔ اگر اے کیو آئی ۲۰۱ سے ۳۰۰ کے درمیان ہو جائے تو فوراً صحت کی ایمرجنسی نافذ کر دینی چاہیے۔ جبکہ اگر اے کیو آئی ۳۰۱ سے ۵۰۰ کے بیچ ہو تو عام لوگوں کو صحت کے حوالے سے شدید نقصانات کا سامنا ہو سکتا ہے- عالمی اداروں کے مطابق ۲۰۱۹ کے اختتام تک گذشتہ دہائی موسمی اعتبار سے ریکارڈ کردہ تاریخ کے دس گرم ترین سال تھے۔ امریکی خلائی ایجنسی ناسا، امریکی ایجنسی نیشنل اوشیئینک اینڈ ایٹمو سفیرک ایڈمنسٹریشن، اور برطانوی محکمۂ موسمیات کا کہنا ہے کہ گذشتہ سال ۱۸۵۰ کے بعد سے دوسرا گرم

---

1 ایئر کوالٹی انڈیکس کا تعین فضا میں مختلف گیسوں اور پی ایم 2.5 (فضا میں موجود ذرات) کے تناسب کو جانچ کر کیا جاتا ہے۔ ایک خاص حد سے تجاوز کرنے پر یہ گیسیں ہوا کو آلودہ کر دیتی ہیں۔

ترین سال تھا۔اس کے علاوہ گذشتہ پانچ سال ۱۷۰ سالوں کی سیریز میں گرم ترین پانچ سال تھے جو کہ صنعتی انقلاب سے پہلے کے دور کے مقابلے میں اوسطاً ایک ڈگری سینٹی گریڈ زیادہ گرم تھے۔[1]

۱۹۸۰ کے بعد سے ہر دہائی گذشتہ دہائی سے زیادہ گرم تھی -۲۰۱۹ پر ۱۹ویں صدی کے وسط کے بعد سے گرم ترین دہائی ختم ہوئی ہے محققین کا کہنا ہے کہ انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے ہونے والا کاربن اخراج درجہ حرارت میں اضافے کی مرکزی وجہ ہے۔رائل ٹیٹر ولوجیکل سوسائٹی کی لز بینٹلی کہتی ہیں کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کی سطح ہمارے ریکارڈ کے مطابق سب سے زیادہ ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ اور بڑھتے درجہ حرارت کے درمیان یقینی تعلق ہے۔ہم نے گذشتہ دہائی میں عالمی سطح پر اونچے ترین درجہ حرارت دیکھے ہیں۔جیسے جیسے کاربن ڈائی آکسائڈ بڑھے گی درجہ حرارت اور بڑھے گا۔تین مختلف ایجنسیوں کے تین مختلف انداز میں تعمیر کردہ ڈیٹا سے ایک جیسے نتائج حاصل ہونے کی وجہ سے ان نتائج پر اعتماد زیادہ کیا جاسکتا ہے۔

یونیورسٹی آف اینگلیا کے موسمی ریسرچ یونٹ کے پروفیسر ٹم اوزبورن کہتے ہیں ;کہ اگرچہ ہمیں پتا ہے کہ انسانی سرگرمیاں زمین کو گرما رہی ہیں مگر اس گرمائش کو انتہائی درست انداز میں ناپنا بہت اہم ہے۔ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ انیسویں صدی کے مقابلے میں آج دنیا ایک ڈگری سینٹی گریڈ زیادہ گرم ہے کیونکہ مختلف طریقوں سے درجہ حرارت ناپ کر بھی ہم ایک جیسے نتائج حاصل کر رہے ہیں۔ ماہرین کی رائے ہے کہ ۲۰۲۰ انتہائی زیادہ گرم سال ہوگا اور صنعتی دور کے مقابلے میں اوسط 1.1 ڈگری سینٹی گریڈ زیادہ گرم ہوگا۔ یعنی آئندہ سال ابھی گزرنے والے سال سے زیادہ گرم ہوگا۔[2]

امریکی نیوز ویب سائٹ دی نیویارک ٹائمز میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ نے بلومبرگ کی رپورٹ کے مطابق توانائی کی ایک بین الاقوامی تنظیم کے مطابق ۲۰۱۸ کے بعد سے چین میں گرین ہاؤس گیس کے اخراج میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ ۲۰۱۷ کے بعد سے ہر سال چین کے اخراج میں اضافہ دیکھا جارہا ہے ۱۱-فروری ۲۰۲۰ کو اس تنظیم نے دنیا بھر میں جاری کاربن کے اخراج سے متعلق ایک رپورٹ جاری کی تھی۔اس رپورٹ میں دنیا کے مختلف علاقوں میں توانائی کی کھپت اور کاربن کے اخراج سے متعلق رجحانات کے بارے میں معلومات کے

---

1 برطانوی محکمۂ موسمیات کے ہیڈلی سنٹر سے منسلک ڈاکٹر کولن موریس کہتے ہیں کہ 'درجہ حرارت کے بارے میں ہمارے مجموعی اعداد و شمار یہی بتاتے ہیں کہ 2019 سمیت 2015 کے بعد کے سال ریکارڈ پر موجود پانچ گرم ترین سال تھے۔

2 میٹ مگراتھ (ماحولیاتی امور کے نامہ نگار ;) ماحولیاتی تبدیلی: گذشتہ دہائی تاریخی ریکارڈ کے مطابق گرم ترین دہائی, Bbc urdu. جنوری2020۔

مطابق امریکہ سمیت مغربی ممالک نے کاربن کے اخراج کو کم کرنے کی طرف کام کیا ہے۔ لیکن عالمی سطح پر کاربن کا ۸۰ فیصد اخراج ایشیا سے ہو رہا ہے۔ اس خطے میں کوئلے کی طلب مستقل طور پر بڑھ رہی ہے اور ایشیا کی ۵۰ فیصد توانائی کوئلے سے حاصل کی جاتی ہے جو ۱۰ گیگا ٹنز اخراج کی ذمہ دار ہے۔

بحر حال انسان نے اپنی کارستانیوں کی وجہ سے ماحول کو آلودہ کیا ہے۔ اس کی وجہ سے اب فضائیں زہریلی ہو چکی ہیں۔ صاف شفاف ہوا آلودہ ہو چکی ہے۔ ندیاں چشمے اور دریا بدبودار ہو چکے ہیں۔ زہریلی گیسوں اور گاڑیوں کے دھوئیں نے آسمان کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ خوفناک بیماریاں تیز رفتاری سے پھیل رہی ہیں۔ اور زیادہ تر انسان اس کی گرفت میں مبتلا ہیں۔ پہلے ماحول اتنا آلودہ نہ تھا جتنا آج کے دور میں ہو گیا ہے۔ اب تو ہر طرف آلودگی ہی نظر آتی ہے۔ اور آنے والے وقت میں اس پر روک نہ لگائی گئی تو اس کا منظر اور بھی خوفناک ثابت ہوگا۔ اور فضا کی آلودگی یہ ایک عالمی مسئلہ بھی ہے۔ لیکن ہم عالمی حالات نہیں بدل سکتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ہم اپنے گھر پر ہی توجہ دیں اور ایسے انتظامات کریں جن سے اس پریشانی کو دور کیا جاسکے۔

ماحولیاتی آلودگی اور تعلیمات اسلامی

ماحولیاتی آلودگی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل کا تدارک سیرت النبی (ﷺ) کی روشنی میں

ماحولیاتی آلودگی کو ہم نے ہوا، پانی، مٹی، دھواں، درجہ حرارت کی کمی یا زیادتی تک محدود کر دیا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو ماحولیاتی آلودگی فقط انہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ماحولیاتی آلودگی کا دائرہ کار وسیع ہے اس کا اطلاق اخلاقی آلودگی، اقتصادی آلودگی، سیاسی آلودگی، تعلیمی آلودگی، ظاہری و باطنی آلودگی، ذہنی، فکری اور معاشرتی آلودگی پر بھی ہوتا ہے۔ ماحول ہی کی وجہ سے انسان جسمانی اور روحانی طور پر متاثر ہوتا ہے اگر معاشرہ اپنی اخلاقی اقدار کھو بیٹھے تو اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی لڑائی جھگڑے کی وجہ سے ہر طرف خوف و ہراس پھیل جاتا ہے جہاں پر شرفاء اور غرباء کے لیے ایام زندگی گزارنا مشکل ہو جاتے ہیں اور اگر معاشرہ اپنی طبیعی اور احساسی اقدار کھو بیٹھے تو ہر گلی و کوچہ غلاظت اور گندگی کا ڈھیر بن جائے۔ پورا شہر ہر جگہ کھڑے بدبودار پانی کی وجہ سے فلڈ ایریا کی صورت اختیار کر لے تو پھر ایسی جگہ پر طبیعی اور طبّی لحاظ سے انسانی زندگی گزارنا ناممکن ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہر قسم کی ماحولیاتی آلودگی ختم کرنے کی تعلیم دی ہے تاکہ انسان ذہنی، فکری اور جسمانی لحاظ سے محفوظ اور پُرسکون زندگی گزار سکے۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو اپنے جسم سمیت اپنے آس پاس کے ماحول کو بھی صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ہر سلیم الطبع انسان صفائی ستھرائی و خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور گندگی، ناپاکی اور غلاظت سے ناپسندیدگی و نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پاکیزگی کو نصف

ایمان قرار دیا ہے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ[1] پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ حضور نبی کریم (ﷺ) کی سیرت طیبہ ان ہمہ قسم کی ماحولیاتی آلودگی کے خاتمہ کا احاطہ کرتی ہے۔

پانی کے ضیائع کا تدارک

1 پانی کو ضائع کرنے کی ممانعت

پانی اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے اس کو محفوظ کیا جائے ہر ممکن اسے ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو پانی کے ضائع ہونے سے بچانے کے لئے بہت تاکید فرمائی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا تو ارشاد فرمایا اسراف نہ کرو، اسراف نہ کرو[2]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم ﷺ کا گزر حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر ہوا جب کہ وہ وضو کر رہے تھے اور وضوء میں اسراف بھی کر رہے تھے پس آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا اے سعد! یہ کیا اسراف (زیادتی ہے)؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اگرچہ تم نہر جاری ہی پر وضو کرو۔

2 پانی کو نجاست سے بچانے کا حکم

جس طرح آپ ﷺ نے پانی کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے اسی طرح آپ ﷺ نے پانی کو نجاست وغیرہ سے بھی بچانے کا حکم فرمایا ہے چاہے پانی ٹھہرا ہوا ہو یا جاری ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے[3]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جاری پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے[4]

3 پانی کے ایک ایک گھونٹ پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا

---

1 المسلم، مسلم بن حجاج، **الجامع المسلم**، کتاب الطھارۃ، باب فَضْلِ الوُضُوءِ، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۹۸۷، رقم الحدیث ۳۸۲ امزید البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب المزارعۃ، لبنان: دار آحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۷، رقم الحدیث ۲۳۹ ص ۲۲، ۲۱۔

2 ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**، کتاب الطھارۃ و سننھا باب ۲۱، بیروت: دار احیاء الکتاب العربیہ، رقم الحدیث ۲۴۹۷۔

3 **سنن ابن ماجہ**، کتاب الطھارۃ و سننھا، رقم الحدیث ۱۰۳۸۔

4 **المعجم الاوسط**، رقم الحدیث ۱۷۴۹ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ اس بندے پر خوش ہوتا ہے جو کھانا کھا کر اللہ تعالی کا شکر ادا کرے یا جو بھی چیز پیئے اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرے[1] حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کے زائل ہو جانے، تیری عافیت کے پلٹ جانے، اچانک مصیبت آ جانے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں

4 پانی کے تحفظ کی احتیاطی تدابیر

حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہر ممکن پانی کو ضائع ہونے سے بچایا جائے چند مقامات ایسے ہیں جہاں سے پانی کو محفوظ کیا جا سکتا ہے مثلاً غسل کرنے اور ہاتھ منہ دھونے کیلئے صابن کے استعمال کے وقت ٹوٹی کو کھلا نہ رکھا جائے، برتن، کپڑے یا گھر کی صفائی کے لئے کسی بالٹی میں پانی ڈال کر استعمال کرنا چاہیے کیونکہ پائپ سے پانی زیادہ ضائع ہو جاتا ہے۔اسی طرح مسواک اور وضوء کرنے کے لئے بھی پانی لوٹا یا کسی برتن میں ڈال کر استعمال کرنا چاہیے تاکہ حد درجے تک پانی کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکے اور گھر کے استعمال شدہ پانی کو گلیوں میں فضول نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ ایک تو کھڑے پانی سے گلی، محلے کا ماحول خراب ہوتا ہے اور دوسرا اس سے جراثیم و بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے اسے فصلوں، کھیتوں یا کسی طریقے سے کار آمد بنانا چاہیے۔اسی طرح ملکی سطح پر بھی بارشوں کے پانی کو محفوظ کرنے کے لئے بڑے بڑے ڈیم اور بند قائم کیے جائیں اور اسے کار آمد بنایا جائے۔ پانی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرنی چاہیے۔

2 زمینی اور فضائی آلودگی کا تدارک

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں زمینی اور فضائی آلودگی سے نجات پانے کا ایک ذریعہ شجر کاری بھی ہے جو کاربن ڈائی آکسائیڈ کے خاتمے اور آکسیجن کی افزودگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ نے شجر کاری کی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو ترغیب بھی دلائی اور درخت لگانے پر اجر ملنے کا مژدہ بھی سنایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان درخت لگائے یا کھیتی کاشت کرے پس اس میں سے پرندے، انسان یا جانور کھالیں تو اس کے لیے اس میں صدقہ ہے[2]۔ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کوئی پودا لگاتا ہے تو اس درخت میں سے جتنا کھالیا جائے تو اس (درخت لگانے والے) کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے اور جو کچھ اس میں سے چوری ہو وہ بھی اس کا صدقہ ہو جاتا ہے

---

1 **صحیح مسلم**، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، کتاب الرقاق رقم الحدیث ۱۵۸۴۔

2 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب المزارعۃ، لبنان: دار آحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۷، رقم الحدیث ۱۳۸۲۔

اور جتنا اس میں سے درندے کھالیں وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے اور جتنا اس میں سے پرندے کھالیں وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے (غرض یہ کہ) جو شخص اس میں سے کم کرے گا وہ اس کا صدقہ ہو جائے گا[1]۔

1 صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) کا شجر کاری کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کہ رسول اللہ ﷺ نے شجر کاری کو پسند فرمایا۔[2]حضرت قاسم مولٰی بَنِی یَزِید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو درداء (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ: ان کے پاس سے ایک شخص گزرا۔ اس وقت وہ دمشق میں پودا لگا رہے تھے۔ اس شخص نے ابو درداء (رضی اللہ عنہ) سے کہا: کیا آپ بھی یہ (دنیاوی) کام کر رہے ہیں حالانکہ آپ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ حضرت ابو درداء (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: مجھے ملامت کرنے میں جلدی نہ کر۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص پودا لگاتا ہے اور اس میں سے کوئی انسان یا اللہ تعالی کی مخلوق میں سے کوئی مخلوق کھاتی ہے تو وہ اس پودا لگانے والے کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے[3]۔

2 بلا ضرورت درختوں کو کاٹنے کی ممانعت

حضرت عبد اللہ بن حُبْشِیٍّ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص (بلا ضرورت) بیری کا درخت کاٹے گا اللہ اسے سر کے بل جہنم میں گرادے گا۔ حضرت امام ابو داؤد سے اس حدیث کے معنی و مفہوم سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ کوئی بیری کا درخت چٹیل میدان میں ہو جس کے نیچے آکر مسافر اور جانور سایہ حاصل کرتے ہوں اور کوئی شخص آکر بلا سبب بلا ضرورت ناحق کاٹ دے تو مسافروں اور چوپایوں کو تکلیف پہنچانے کے باعث وہ مستحق عذاب ہے اللہ ایسے شخص کو سر کے بل جہنم میں جھونک دے گا[4]۔

3 بازار یا راہ گزر پہ گندگی پھیلانے کی ممانعت

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں راستوں تک کو صاف سُتھرا رکھنے کی تعلیم ملتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر یا ساٹھ شاخیں ہیں اور سب سے ادنی شاخ راستے میں سے کسی تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

---

1 **صحیح مسلم**، کتاب المساقاۃ، رقم الحدیث ۱۷۴۹۔

2 ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**، کتاب الأدب، بیروت: دار احیاء الکتاب العربیہ، رقم الحدیث ۲۴۹۷۔

3 احمد بن حنبل، **مسند احمد بن حنبل**، بیروت: موسیٰ الرسالہ، ۱۴۲۱، رقم الحدیث: ۲۸۲۷۰۔

4 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، **سنن ابو داؤد**، باب فِي قَطْعِ السِّدْرِ، بیروت: مکتبۃ العصریہ، ص ۳۵۷، رقم الحدیث ۵۲۳۹

نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی نے قطعاً کوئی نیکی نہیں کی سوائے ایک کانٹے دار ٹہنی کو راستے سے ہٹانے کے، خواہ اسے درخت سے کاٹ کر کسی نے ڈال دیا تھا یا کسی اور طرح پڑی تھی تو اس کی تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اس کی وجہ سے جنت میں داخل فرمادیا[1]۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لعنت کے تین کاموں سے بچو: مسافروں کے اترنے کی جگہ میں، عام راستے میں اور سائے میں قضائے حاجت کرنے سے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لعنت والے تین مقامات سے بچو۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ لعنت والے مقامات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس سائے کو استعمال کیا جاتا ہو، اس میں یا راستے میں یا پانی کے گھاٹ میں پیشاب کرنا[2]۔

3 اسلام میں صوتی آلودگی سے ماحولیات کا تحفظ

شور وغل اور چیخ وپکار سماعت کے لئے نقصاندہ ہیں، اعصاب وجوارح کو تھکاتے ہیں، عقل وفکر کو مبتلائے تشویش کرتے ہیں، سکون وطمانینیت کو ختم کرتے ہیں، نیند کو خراب کرتے ہیں، لوگوں کو بے خوابی سے دوچار کرتے ہیں، اور عام انسانی زندگی پر منفی اثرات ڈالتے ہیں، بلکہ مریضوں، بچوں اور یکسوئی کے ماحول میں علم و تحقیق کا کام کرنے والوں کے لئے تو بہت ہی بے سکونی اور کرب والم کا باعث بنتے ہیں، شور وغل اور ہنگاموں کی ان خطرناکیوں کے باوجود موجودہ زمانے میں اس کے اسباب بہت ہو چکے ہیں، کارخانوں میں بلند آواز سے چلنے والی مشینوں، راستوں پر دوڑنے والی گاڑیوں، ٹرینوں، تعمیراتی کاموں میں استعمال کی جانے والی مشینوں، لاؤڈ اسپیکر، ٹیلی ویژن، وغیرہ کی آواز نے موجودہ زمانے میں شہری ماحول کو صوتی آلودگی میں مبتلا کر دیا ہے، اور وہاں کے رہنے والوں کو شور وہنگامے سے پیدا ہونے والے قلق واضطراب سے ہمکنار کر دیا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے سکون کے متلاشی شہر کے بجائے دیہاتوں کی رہائش کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اسلام تکلیف دہ ہنگاموں اور شور وغل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اور اس نے ماحول کو معتدل رکھنے کے لئے آواز میں اعتدال کی تعلیم دی ہے، تاکہ شور وہنگامے کی کیفیت پیدا نہ ہو، اور کسی کی آواز کسی کے لئے باعث اذیت نہ ہو، قرآن کریم میں حضرت لقمان علیہ السلام کی حکایت کرتے ہوئے اللہ عز وجل کا ارشاد ہے: وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ[3] اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز کو پست کرو، بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے

---

1 **سُنن أبي داود**، کتاب الأدب، رقم الحدیث، ۵۰۷ -

2 احمد بن حنبل، **مسند احمد بن حنبل**، بیروت: موسیٰ الرسالہ، رقم الحدیث ۲۷۶۷۔

3 سورۃ لقمان: ۱۹ -

اسلامی کی ترجمانی کرنے والے فقہاء کرام کی تحریروں میں یہ بات صراحت کے ساتھ ملتی ہے کہ انہوں سے باعث اذیت آواز اور ہنگاموں کو ناجائز لکھا ہے اور ایسے عمل سے روکا ہے جس سے پڑوسی کو تکلیف دہ آواز پہونچتی ہو۔ابن رشد قرطبیؒ مالکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:یمنع من ضرر الاصوات (۲۶۸،۹) آواز کے ضرر سے روکا جائے گا قاضی ابن رافع کے سامنے ایک مقدمہ آیا کہ لوگوں کی آبادی کے قریب جانوروں کا اصطبل بنایا جائے یا نہیں؟ انہوں اس مسئلہ میں فتوی اور فیصلہ یہ صادر کیا کہ اس اصطبل میں رہنے والے جانوروں کی آواز سے اس کے قریب کے مکینوں کو دشواری ہوگی اور ان کی نیندیں خراب ہوں گی اس لئے اسے آبادی سے الگ تعمیر کیا جائے انسانوں کے لئے باعث اذیت شور وغل اسلام میں ناپسندیدہ ہے اور اسلام اس سے منع کرتا ہے،اور اس طرح اسلام صوتی آلودگی سے ماحول کا تحفظ کرتا ہے۔

یہ انسانیت سوز حالات اس لئے رونما ہوئے کہ انسانوں نے زمین پر آباد ہو کر اس ذمہ داری کو فراموش کر دیا جو اللہ کی طرف سے اس پر عائد کی گئی تھی،اللہ عزوجل کا ارشاد ہے؛اس نے تمہیں زمین (کے مادے) سے بنایا ہے اور اس میں تمہیں اس کو آباد کرنے والا بنایا ہے[1] اس آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ نے یہ ذمہ داری دی ہے کہ وہ اس دنیا کو آباد کرنے کی سعی کرے،اور فریضہ کی ادائیگی اسی صورت میں ہوسکتی ہے جبکہ انسان ان چیزوں کو اختیار کرے جو آبادی کی راہ میں معاون ہو اور ان چیزوں سے مکمل اجتناب کرے جو اس کی آبادی اور اس میں آباد مخلوق کی صلاح وفلاح کے مغائر ہو،اور اگر کوئی چیز ایسی پیدا ہو جائے جس سے کائنات میں آباد مخلوق کی صلاح وفلاح متاثر ہو تو وہ اس کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔

اسلام میں ماحولیات کے تحفظ کے اقدامات

اسلامی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کائنات کے ماحول کی اہمیت کے پیش نظر اس نے روز اول سے ہی ایسی تعلیم دی ہے جس سے ماحولیات کی ہر قسم کی آلودگی سے پاک وصاف معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔اور اس نے ہر اس چیز سے منع کیا ہے جو ماحول کو آلودہ کرتا ہے اور جس کے منفی نتائج انسان یا کسی مخلوق پر پڑتے ہیں۔اور ان چیزوں کی تاکیدی تعلیم دی ہے جو ماحول اور معاشرہ کو پاکیزہ اور غیر آلودہ رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔

(۱) صفائی اور نظافت

حفظان صحت کے اہم اسباب میں سے ہے، نیز آلودگی کے خاتمہ کے لئے بھی صفائی لازم ہے،اسلام نے اس کی اہمیت کو اتنا بڑھایا کہ اسے مسلمانوں کا شعار اور ان کی پہچان بنادیا اور اس کا ترغیبی وتاکیدی حکم دی[2]،رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:ان اللہ طیب یحب الطیب ، نظیف یحب النظافۃ ، کریم یحب الکرم ، جواد یحب الجود ، فنظفوا

---

1 سورۃ ہود:٦١ -

2 سورۃ الواقعہ:٧٩۔

بیوتکم ، ولاتشبھوا بالیھود التی تجمع الأکناف فی دورھا[1] بے شک اللہ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے، صاف ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے، کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے، اور سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے، اس لئے تم لوگ اپنے گھروں کو صاف ستھرا رکھا کرو، اور ان یہود کی مشابہت اختیار مت کرو جو اپنے گھروں میں کوڑا کرکٹ جمع کرتے ہیں[2] نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے :تنظفوا بکل ما استطعتم ؛ فان اللہ تعالی بنی الاسلام علی النظافۃ ، ولن یدخل الجنۃ الا کل نظیف[3] جہاں تک تم سے ہو سکے صفائی کرو، کیونکہ اسلام کی بنیاد صفائی پر ہے اور جنت میں صرف صاف رہنے والے ہی داخل ہوں گے "اس طرح اسلام نے پاکیزگی اور صفائی کو مومن کی پہچان بنا کر ماحولیات کے تحفظ اور گندگی کے ذریعہ پیدا ہونے والی ہر قسم کی آلودگی کے خاتمہ کی بنیاد رکھ دی، کیونکہ صفائی کسی ماحول کے غیر آلودہ ہونے کے لئے لازم وضروری ہے۔

(۲) راستوں اور عوامی مقامات کو غلاظتوں سے گندا نہ کرنا

یہ بھی آلودگی کے اہم اسباب میں سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تین لعنت کی چیزوں: یعنی پانی لینے کی جگہ پر، سایہ میں (جہاں لوگ بیٹھتے ہوں) اور راستہ میں قضائے حاجت کرنے سے بچو[4] نیز اگر کسی اور نے یہ غلطی کر دی ہے تو اس کے خاتمہ کے لئے راستوں سے گندی اور تکلیف دہ چیزوں کو صاف کر دینے کو ایمان کا شعبہ بتا کر مسلمانوں کو اس کے صاف کر دینے پر آمادہ کیا تاکہ راستے صاف ہوں اور زمینی اور فضائی آلودگی پیدا نہ ہو آپ ﷺ کا ارشاد ہے ; جس نے مسلمانوں کی راہ سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی، اور جس کی ایک نیکی قبول ہو گئی تو وہ جنت میں داخل ہو گا ایک روایت میں تو اس کا ثواب دس گنا تک بیان کیا گیا[5] جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا یا کسی راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا یا تو اس کی نیکی دس گنا ہے[6]

راستہ کی صفائی ہی کے حکم میں عوامی مقامات کی صفائی داخل ہے، رسول اللہ ﷺ کی ان تعلیمات نے ماحول کو گندگی سے بچانے کی اہمیت کو اجاگر کر دیا اور اس کی حقیقی فضیلت سنا کر لوگوں کو اس پر آمادہ کیا تاکہ ماحول کو پاک

---

1 شیخ الاسلام، ابویعلی احمد بن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسیٰ ، **مسند ابو یعلی الموصلی**، دمشق: دار المأمون للتراث ،ج ۲، ص، ۷۹۰۔

2 ابو یعلی احمد بن علی، **مسند**، دمشق، دار المامون للتراث، ط: اول ۱۹۸۴ ج؛۲ ص؛۱۲۱۔

3 ہندی، علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ، **کنز العمال** بیروت: موسستہ الرسالہ، ۱۴۰۱ حدیث: ۲۶۰۰۲

4 ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**، بیروت: دار احیاء الکتاب العربیہ، رقم الحدیث ۳۲۸ -

5 **معجم طبرانی کبیر**: ۱۶۸۹۶

6 ابو شیبہ، امام حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، **مصنف ابن ابی شیبہ**: ۲۶۸۷۲

وصاف رکھنے کی فکر پیدا ہو اور پھر اس کی وجہ سے ماحول آلودگی سے مکمل پاک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے راستہ سے ہٹانے والی چیز کو اذی کا نام دے کر اس بات کی جانب اشارہ کر دیا کہ صرف مخصوص گندگیوں کو راستوں سے دور کر دینا کافی نہیں ہے، بلکہ راستہ کو ہر اس چیز سے صاف رکھنا ضروری ہے جو باعث اذیت ہو، چاہے وہ محسوس اور مرئی ہو یا غیر محسوس اور غیر مرئی ہو۔ موجودہ پٹرولیم کے دور میں پٹرول سے پیدا ہونے والی آلودگی بھی بہت سے امراض کا سبب اور باعث اذیت ہے، اس لئے اذی کے مفہوم میں وہ بھی داخل ہے، جس کے دور کرنے کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ اس لئے گاڑی چلانے کے ساتھ اس بات پر بھی توجہ دینا ایک مومن کی ذمہ داری ہے کہ اس کی گاڑی ماحول کو آلودہ کرنے والے دھواں سے پاک ہو۔

راستوں کے ساتھ ساتھ گھریلو ماحول کو صاف رکھنا بھی ماحول کے بہتر ہونے کے لئے ضروری ہے اور راستوں کے بجائے گھر میں غلاظت اور پیشاب رکھنا بھی سائنسی تحقیق کے مطابق بہت برا اور نقصان دہ ہے، سائنسی تحقیق کے وجود سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: لا ينقع بول في طست في البيت ؛ فان الملائكة لا تدخل بيتا فيه بول ينقع ، ولا تبولن في مغتسلك [1] گھر میں کسی طشت میں پیشاب نہ رکھا جائے؛ کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب ہو، اور تم ہر گز اپنے غسل خانہ میں پیشاب مت کرو

(۳) آبی آلودگی سے منع فرمایا

آبی آلودگی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل پر روک لگانے کے لئے آپ نے پانی کو گندگیوں سے آلودہ کرنے سے منع فرمایا تین چیزیں مسلمانوں میں مشترکہ ہیں، پانی، چراگاہ اور آگ [2] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو وہ اس لئے نہ روکا جائے کہ جو ضرورت سے زیادہ گھاس ہو وہ بھی رکی رہے [3] دوسری جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: اللہ تعالی قیامت کے دن تین آدمیوں کی طرف

---

1 الطبرانی، ابو القاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب (م ۳۶۰ھ)، **معجم اوسط طبرانی**، ریاض، دار الحدیث، ۱۹۹۶، س: ۲۰۷۷۔

2 سورہ الفرقان ۴۸:۲۵۔

3 سورہ الانفال ۸۔

نہ دیکھے گا، اور نہ انہیں پاک کرے گا، اوران کے لئے دردناک عذاب ہے جس کے پاس ضرورت سے زائد پانی ہو اور اس کو نہ دے[1]

یعنی اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر وہ عمل،آپ ﷺ کاارشاد ہے: لا یبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یغتسل منہ [2] ''ٹھہرے ہوئے پانی میں کوئی ہر گز پیشاب نہ کرے کہ پھر وہ اسی میں غسل کرے گا''اسی طرح پانی کو بلاوجہ ضائع کرنے سے بھی آبی آلودگی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں،اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیمات میں صرف بقدر ضرورت پانی کے استعمال کی تاکید کی، حتی کہ وضو اور غسل کم سے کم پانی میں کرنے کی قولی و عملی تعلیم دی، حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں:ان رسول اللہ ﷺ مر بسعد وھو یتوضأ ، فقال ماھذا السرف ؟فقال أفی الوضوء اسراف ؟ قال نعم وان کنت علی نہر جار[3] ''رسول اللہ ﷺ حضرت سعد کے پاس سے گزرے اور وہ وضو کر رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: یہ کیسا اسراف ہے؟ حضرت سعد نے کہا کہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں (اس میں بھی اسراف ہے) اگرچہ کہ تم بہتی ہوئی نہر سے وضو کرو''خود رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ایک لیٹر سے بھی کم صرف ایک ''مد''(۶۸۸ ملی لیٹر) پانی سے وضو اور چار لیٹر پانی سے بھی کم صرف اور صرف ایک ''صاع''(۳۸۰۰ ملی لیٹر) پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے۔[4] پانی کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کتنے محتاط تھے کہ آج یہ بات ناقابل تصور سی لگتی ہے کہ اتنے کم پانی میں غسل کیسے ہوسکتا ہے؟ جب کہ آپ ﷺ کے سر مبارک کے بال بھی بڑے ہوا کرتے تھے، جس میں پانی کچھ زیادہ ہی لگتا ہے، اس کہ باوجود آپ ﷺ نے امت کو پانی کے کم سے کم خرچ کرنے کی ایسی عملی تعلیم دی کہ آج آبی آلودگی کو موضوع بناکر بحث ومباحثہ کرنے والے اپنی عملی زندگی میں پانی کے اتنے کم خرچ کو سوچ بھی نہیں سکتے۔

(۴) بلاضرورت فصلوں اور باغات کو کاٹنے اور خون خرابہ سے منع فرمایا

آلودگی بلاضرورت فصلوں اور باغات کو کاٹنے اور خون خرابہ کرنے سے بھی پیدا ہوتی ہے،اسلام نے ایسے عمل کو فساد کہہ کر انسانوں کو اس سے بچنے کی تعلیم دی قرآن حکیم نے کھیتی اور پودوں کو برباد کرنا منافقین کا شیوہ قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ

---

1 U.N.0. Environmental protection agency report,URL: http//www6.epa.gov/safewater

2 الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۴۲۴

3 ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، بیروت: دار احیاء الکتاب العربیہ، رقم الحدیث ۴۱۹۔

4 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، لبنان: دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۷ء رقم الحدیث: ۱۹۴۔

الْفَسَادَ [1] اور جب وہ (آپ سے) پھر جاتا ہے تو زمین میں (ہر ممکن) بھاگ دوڑ کرتا ہے تاکہ اس میں فساد انگیزی کرے اور کھیتیاں اور جانیں تباہ کر دے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔ حتیٰ کہ حالت جنگ میں روانگی کے وقت مسلمان فوجوں کو اس بات کی ہدایت کی جاتی تھی کہ وہ شہروں اور فصلوں کو برباد نہ کریں گے۔اس کی سب سے بڑی مثال فتح مکہ کی ہے کہ آپ (ﷺ) طاقت اور قوت کے باوجود صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) کو جہاں پر انسانی جانوں کے زیاں سے منع فرمایا وہاں فصلوں اور اشجار کو نقصان پہنچانے سے بھی منع فرمادیا اسی لئے رسول اللہ ﷺ غزوات و سرایا میں صحابہ کرام کو روانہ کرتے وقت اس بات کی خصوصی وصیت کرتے تھے کہ وہ دوران جنگ فصلوں اور باغوں کو تباہ نہ کریں اور بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو بھی قتل نہ کریں [2] اور آپ ہی کے نقش قدم پر بعد کے امیر المؤمنین بھی جنگوں میں ان باتوں کا خصوصی خیال رکھتے تھے اور امیر لشکر کو اس کی ہدایت دیتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو یہ وصیت فرماتے کہ کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹو اور کسی آباد مکان اور جگہ کو ویران نہ کرو [3]

آج کی جنگوں کا حال یہ ہے کہ ان کی جنگوں میں بڑے پیمانے پر بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو بڑے ہی دردناک انداز میں موت کی نیند سلایا جاتا ہے، کئی علاقے ویران ہو جاتے ہیں، اور فصلیں تباہ ہوتی ہیں، اور وہ ایسے زہریلے کیمیاوی مادوں کو جنگوں میں استعمال کرتے ہیں کہ اس سے پورا ماحول زہریلا ہو جاتا ہے جس کے اثرات سے عام حیوانات کے ساتھ ساتھ شکم مادر میں پلنے والے بے قصور جنین بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور پھر یہی لوگ اپنی امن پسندی کے نعرے لگاتے ہیں اور ماحول کو زہر سے بھر کر ماحولیاتی آلودگی کے نام پر ہنگامے کر کے دنیا کو اس سے بچانے کے لئے اپنی قربانیوں اور محنتوں کی راگ الاپتے ہیں۔

(۵) آلودگی کے خاتمہ کے لئے باغات اور درختوں کا ہونا صدقہ قرار

بہت سے ممالک شجر کاری کے لئے اسکیمیں نکالتے ہیں اور اس کی خاطر بڑی رقم خرچ کرتے ہیں تاکہ آلودگی کا خاتمہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سے زائد عرصہ پیشتر لوگوں کو اس کی تعلیم دی اور اس پر عمل کرنے والوں کو بہتر اجر کی بشارت سنائی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ما من مسلم يغرس غرسا او يزرع زرعا فياكل منه طير او انسان او بهيمة الا كان له به صدقة [4] جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کسی چیز کی کھیتی کرتا ہے پھر

---

1 سورۃ البقرہ: ۲۰۵

2 البیہقی، احمد بن الحسین ابو بکر البیہقی، **سنن کبریٰ بیہقی**، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ص ۱۶۶۹۸۔

3 ترمذی، محمد بن عیسیٰ **جامع الترمذی**، مصر: شرکت مکتبوا مطبوع المصطفیٰ بابی الحلبی، ۱۳۹۵ ہجری، رقم الحدیث: ۱۵۵۲۔

4 ۔**الجامع الصحیح**، رقم الحدیث: ۲۱۵۲۔

اس درخت یا کھیت سے کوئی پرندہ یا کوئی انسان یا کوئی جانور کچھ کھاتا ہے، تو اس کے لئے صدقہ ہے ماحولیاتی صحت کو مد نظر رکھتے ہوئے فضائی آلودگی پر قابو پانے کیلئے اسلام نے صفائی اور شجر کاری کے تفصیلی احکام صادر فرما کر اس مسئلہ کا واضح حل فرمادیا۔- حضور نبی اکرم (ﷺ) نے شجر کاری کو صدقہ قرار دیا اور حکم فرمایا کہ شجر کاری کرو خواہ روز قیامت سے پہلے ایک ہی درخت لگانے کی فرصت مل جائے۔ آپ (ﷺ) کا ارشاد گرامی ہے: إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَبِيَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لاَ يَقُومَ حَتَّى يَغْرِسَهَا فَلْيَفْعَل [1] اگر قیامت کی گھڑی آجائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہے اور وہ اس کو لگا سکتا ہے تو لگائے بغیر کھڑا نہ ہو

ایک حدیث میں غیر آباد زمینوں کو آباد کرنے کی فضیلت کو ان الفاظ میں رسول اللہ ﷺ نے بیان کر کے لوگوں کو اس پر آمادہ کیا، آپ کا ارشاد ہے ؛ جس نے کسی مردہ زمین کو آباد قابل کاشت بنایا تو اس کے لئے اس میں اجر ہے، اور چرند و پرند یا انسانوں میں سے رزق کا طالب اس میں سے جتنا کھایا اس کے لئے اتنے صدقہ کا ثواب ہے [2]

(٦) دیگر مخلوق (چرند و پرند) کے وجود میں بھی ماحولیات کا تحفظ

بلاضرورت چرند و پرند وغیرہ کو مارنے سے ماحولیات کا توازن بگڑ جاتا ہے، جیسا کے زہریلی دواؤں کی وجہ سے مچھلیوں کو مارنے سے پانی آلودہ ہو جاتا ہے اسی لئے بلاضرورت جانوروں اور پرندوں کو مارنے بالخصوص ایسے جانوروں اور پرندوں کو مارنے سے اسلام نے منع کیا ہے جن کا گوشت حلال نہیں ہے، اور جن سے کسی مضرت کا اندیشہ لاحق نہیں ہے، کیونکہ ان کا گوشت حلال نہ ہونے اور مضرت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ضرورت ان کو مارنے کی داعی نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان النبی ﷺ نہی عن قتل اربع من الدواب: النملة والنحلة والهدهد والصرد [3] نبی ﷺ نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا: چیونٹی [4]، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا۔ ان چاروں کے قتل کی ممانعت کی وجہ لکھتے ہوئے علامہ سندی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ان المذکورات محرمة لایجوز تناولها ولا لجاز اخذها وذبحها للاکل [5] مذکورہ چاروں حرام ہیں ان کو کھانا ناجائز ہے، ورنہ ان کو پکڑنا اور کھانے کے لئے ذبح کرنا حلال ہوتا'' نیز اسلام نے حلال جانوروں کے شکار کرنے اور اس کو ذبح کرنے کی اجازت کے ساتھ یہ قید بھی لگائی کہ ان کو ان سے منفعت کے حصول کی غرض سے ذبح کیا جائے، بلاوجہ ان کو قتل نہ کیا

---

1 **مُسند احمد**، رقم الحدیث: ۱۳۳۲۲۔

2 **مسند احمد**، رقم الحدیث: ۱۳۹۷۶۔

3 **سنن ابوداؤد**، باب فی قتل الذر، مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۹۰۷۔

4 **سنن ابوداؤد**، کتاب الآدب، باب فی قتل الزر، رقم الحدیث ۵۲۶۸ ص ۷۳۸۔

5 **ابن ماجہ** رقم الحدیث ۲۴۰۔

جائے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: من قتل عصفورا عبثا عج الی اللہ عزوجل یوم القیامة یقول یارب ان فلانا قتلنی عبثا ولم یقتلنی لمنفعة[1] جس نے عصفور کو بلا وجہ قتل کیا تو وہ چڑیا قیامت کے دن اللہ عزوجل کے سامنے بولے گی کہ اے میرے رب فلاں نے مجھے اپنی منفعت کی خاطر نہیں بلکہ بلاوجہ قتل کیا تھا

واضح رہے کہ یہ حکم صرف عصفور ہی کا نہیں ہے، بلکہ ان سارے جانوروں کا ہے جن کا گوشت حلال ہے، کہ ان کو انتفاع کے مقصد سے ہی ذبح کرنا اسلام میں درست ہے، ورنہ ممنوع ہے اسی طرح مرغ[2]، مینڈک[3] اور چڑیا[4] کے بارے میں بھی احکام ہیں[5]۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: من قتل عصفورا فما فوقها بغیر حقها سال اللہ عزوجل عنها یوم القیامة قیل یا رسول اللہ فما حقها ؟ قال حقها ان یذبحها فیاکلها ولا یقطع راسها یرمی بها[6] جس نے عصفور کا یا اس سے بڑے کسی (چرندوپرند) کا ناحق قتل کیا تو قیامت کے دن اللہ اس کے بارے میں پوچھے گا، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اس کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اس کو ذبح کرے تو اسے کھائے اور اس کے سر کو (ذبح کرتے وقت) کاٹ کر نہ پھینکے[7]۔ روایات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلام بلاضرورت کسی بھی جانور کے مارنے اور ذبح کرنے سے منع کرتا ہے[8] تاکہ ان کی حیات خطرات سے دوچار نہ ہو، جبکہ ان کی حیات وبقا میں حکمت الٰہی مضمر ہے، بالخصوص ماحولیات کے تحفظ میں ان کے وجود کو بھی اہمیت حاصل ہے۔

---

1 **سنن نسائی**، رقم الحدیث ۴۳۷۰۔

2 ابوداؤد سلیمان سجستانی: **سنن ابوداؤد**، دارالسلام مطبعہ الاولی للنشر والتوضیح، الریاض، ۱۹۹۹، کتاب الآدب، باب ماجا فی الدیک والبھایم، رقم الحدیث ۵۱۰۱ ص ۷۱۸۔

3 ، **سنن ابوداؤد**، کتاب الآدب، باب فی قتل الضفدع، رقم الحدیث ۵۲۶۸ ص ۷۸۳۔

4 البیہقی، احمد بن الحسین ابو بکر، **السنن الکبری**، ناشر: دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ج۹، ص ۸۶۔

5 **سنن ابوداؤد**، رقم الحدیث ۵۲۶۸، ص ۷۳۸۔

6 **سنن نسائی**، رقم الحدیث، ۴۲۷۴ مزید رقم الحدیث، ۴۳۷۷.

7 احمد بن حنبل، **مسند احمد بن حنبل**، قرطبہ، القاہرہ، مسند عبداللہ بن عمر بن خطاب، ج۲، ص ۱۰۸۔

8 پروفیسر محمد یوسف خان، **اسلام میں حیوانات کے احکامات**، بیت العوام، لاہور، ص ۹۱۔

(۷) غیر فطری طرز حیات انسانی

زمین پر آباد ہونے اور بسنے کے سلسلہ میں انسانوں کے غلط طرز نے بھی ماحولیات کو غیر فطری بنایا ہے، انسان کو اللہ نے بسانے کے لئے زمین کو ایسی وسعت بخشی ہے کہ انسان اس کی وسعت کو اپنی آبادی سے بھر نہیں سکتا، لیکن انسانوں نے مختصر جگہ میں لمبی لمبی بلڈنگیں بنا کر محدود فضاء میں زیادہ لوگوں کے رہنے کی تدبیر کی ہے، جبکہ اسلام نے اس طرح کی طرز رہائش کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کو علامات قیامت میں شمار کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ لوگ لمبی لمبی عمارتوں کے بنانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے ۔اسلام نے اس کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے اس لئے دیکھا ہے کہ محدود فضاء میں زیادہ لوگوں کی رہائش اس فضاء کی فطری خوشگواری کو متاثر کردیتی ہے، وہ ممالک جہاں اس طرح کی بلڈنگیں بکثرت ہیں وہاں کا ماحول ایسا غیر فطری ہو چکا ہے کہ وہاں کے باشندگان فطری اور قدرتی ہواؤں اور اس کی لذتوں سے محروم ہیں اور چند لمحوں کی برقی سربراہی کی مسدودی ان کی زندگیوں میں کرب والم پیدا کردیتی ہے۔

گویا اسلام نے ماحولیات کی آلودگی کو حد درجہ ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اس نے آلودگی سے ماحولیات کے تحفظ کے لئے جامع اقدامات کئے ہیں اور اپنی تعلیمات میں اس کو بڑی اہمیت دی ہے، مذکورہ تفصیلات آلودگی سے ماحولیات کے تحفظ کی ضامن اسلامی تعلیمات کے صرف چند نمونے ہیں، جنہیں جامعیت کے ساتھ اختیار کر لینے سے موجودہ دور میں زیر بحث آلودگیوں کا خاتمہ اور سد باب یقیناً ہو سکتا ہے، اور کیوں نہ ہو کہ اسلامی تعلیمات اسی اللہ کی تعلیمات ہیں جس نے کائنات اور اس کے ماحول کو توازن کے ساتھ وجود بخشا ہے۔ نیز اسلام نے جہاں ماحولیات کو آلودگی سے بچانے کے اقدامات کئے ہیں وہیں آلودہ ماحول سے انسانوں کی حفاظت کی خاطر پر حکمت اعمال انسانوں کی عبادات اور عادات میں شامل کردیا ہے جن کی وجہ سے انسان آلودگی کے مضر اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ مثلا: اسلام میں وضو کی فضیلت بیان کی گئی ہے، عموما تمام نمازی روزانہ پانچ مرتبہ وضو کرتے ہیں، اور ہاتھ دھلنا، ناک صاف کرنا وضو کے اعمال میں سے ہے، ہاتھ دھلنا ماہرین کی تحقیق کے مطابق بہت ہی مفید عمل ہے اور اس کی وجہ سے انسان بہت سے نقصاندہ جراثیم اور آلودگی کے اثرات سے محفوظ ہو جاتا ہے، اسی لئے اقوام متحدہ کی جانب سے اس کی بیداری کی خاطر ۱۵ اکتوبر کو Hand washing Day منایا جاتا ہے، اسلام نے ہاتھ دھلنے کے عمل کو مسلمانوں کی زندگی میں جامعیت کے ساتھ رکھ دیا ہے، وضو میں، کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد، قضائے حاجت کے بعد مٹی یا صابن سے ہاتھ دھلنے کی اسلام تعلیم دیتا ہے، اس طرح دن میں کئی بار ایک مسلمان ہاتھ دھل کر آلودگی سے متاثر ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔ وضو کے اعمال میں سے ناک صاف کرنا بھی مسنون عمل ہے، اس عمل سے بھی انسان فضائی آلودگی کے اثر سے محفوظ رہتا ہے، ماہرین کے بقول انسان ناک صاف کرتا ہے تو اس کی وجہ سے آلودگی صاف ہو جاتی ہے اور اس کی سانس کے ذریعہ اس کے جسم میں داخل نہیں ہو پاتی ہے۔ نیز کھانے پینے کی چیزوں اور ان کے برتنوں کو ڈھک کر رکھنا

اسلام میں مستحب ہے، اس میں بھی یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ ڈھکے ہونے کی وجہ سے یہ چیزیں آلودگی سے محفوظ رہیں گی۔

بہر حال فضائی آلودگی، زمین کی آلودگی اور آبی آلودگی کے پس منظر میں اسلامی تعلیمات کے یہ چند نمونے ہیں، جن کو اختیار کرنے سے یقیناًان آلودگیوں کی بحث ہی ختم ہو جائے گی اسی طرح اسلامی تعلیمات میں ان آلودگیوں کے علاوہ دیگر آلودگیوں پر بھی روک لگائی گئی ہے۔ جیسے کہ صوتی آلودگی وغیرہ ان تفصیلات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے ان تمام تر آلودگیوں پر روک لگائی ہے، اور ایسے جامع احکام اور تعلیمات دیئے ہیں، جن سے ہر قسم کی ماحولیاتی آلودگیاں ختم ہوتی ہیں اور پاک وصاف ماحول اور معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر قسم کی آلودگی سے پیدا ہونے والے مسائل کے تدارک کیلئے سیرت النبی (ﷺ) کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اللہ تعالی کا ارشاد گرامی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ بھی ہماری اسی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اسی پس منظر میں مسائل جدیدہ پر قرآن وسنت کی روشنی میں احکام اسلام کے انطباق کا فریضہ انجام دینے والی اکیڈمی[1] کہ اسلام تمام تر آلودگیوں کا مخالف ہے، اور وہ معاشرہ کو آلودگیوں سے پاک دیکھنا چاہتا ہے [2]۔

معاشرتی آلودگیوں سے ماحول کا تحفظ

ماحول کا معاشرتی آلودگیوں سے آلودہ ہونا بھی مہلک اور خطرناک ہے، اسلام نے اپنی تعلیمات میں اس کا خصوصی خیال رکھا ہے کہ معاشرہ میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو ماحول اور معاشرہ کو گندا کر دے یا اس میں زندگی گزارنے والوں کو برائیوں کی طرف مائل کر دے، معاشرتی آلودگی سے ماحول کے تحفظ کی خاطر اسلام نے حسن اخلاق، عفو ودر گزر، ایثار وقربانی اور حیاء کی تعلیم دی ہے، بد نگاہی سے روکا ہے، مردوں اور عورتوں کو باہم میل جول اور اختلاط سے منع کیا ہے، پردہ کا حکم دیا ہے، گالی گلوج، غیبت، بہتان، چوری، خیانت اور دیگر منکرات سے کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ یہ چیزیں ماحول کو آلودہ کر کے اس ماحول میں رہنے والوں کو بہت ہی برے منفی حالات سے دوچار کرتے ہیں، چناں چہ وہ معاشرے اور ممالک جن میں ان چیزوں پر مکمل روک نہیں ہے، وہاں کے ماحول کی معاشرتی آلودگی اتنی بڑھ چکی ہے کہ زنا (بالخصوص زنا بالجبر)، اور اس کی سزا ایڈز، لوٹ مار اور قتل وغارت گری کی کثرت نے وہاں کے لوگوں کو پرامن زندگی سے محروم کر رکھا ہے، زنا کی کثرت سے خاندانی

1 **مجمع الفقہ الاسلامی الہند"** نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے مسائل جدیدہ پر قرآن وسنت کی روشنی میں احکام اسلام کے انطباق کا فریضہ انجام دینے والی اکیڈمی" کی ان تجاویز جو سترہویں فقہی سیمنار منعقدہ ۵-۷ اپریل ۲۰۰۸ء میں ماحولیات کے حوالے سے پیش کئے تھے۔

2 **نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے**: ۲۱۲۔

نظام درہم برہم ہو چکا ہے، اور خاندانی اقدار پامال ہو چکے ہیں۔ اور اس معاشرہ میں رہنے والے ان آلودگیوں کی تکلیف میں سسک رہے ہیں، گرچہ بظاہر وہ ماحول بڑا چمکتا دمکتا نظر آتا ہے۔

اسلام ہر اس چیز سے جو کسی بھی شکل میں ماحول کو آلودہ کرے، اسے منع کرتا ہے اور اسے صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیتا ہے [1]۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: لعنت کی تین باتوں سے بچو۔ پانی پینے کے مقامات، راستے کے درمیان اور سایہ میں پاخانہ کرنے سے بچو۔ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا نیکی ہے الإيمان بضع و سبعون شعبة و أدناها إماطة الأذى عن الطريق [2] ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں ان کا آخری درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میرے سامنے میری امت کے اچھے اور برے سب عمل پیش کیے گئے تو میں نے اس کے جو اچھے عمل دیکھے ان میں راستے سے دور کی جانے والی ایذا رساں چیز تھی، اور اس کے برے کاموں میں تھوکا ہوا بلغم تھا جو مسجد میں پڑا رہتا ہے، اسے دفن نہیں کیا جاتا۔ [3]

خلاصہ ہے کہ اسلام نے جامعیت کے ساتھ آلودگی سے ماحولیات کے تحفظ کے اقدامات کئے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اسلامی تعلیمات واحکامات کو اختیار کرنے سے آلودگیوں سے نجات مل سکتی ہے۔ اسلام ماحول کے تحفظ کا حکم دیتا ہے۔ ظلم اور فضول خرچی سے منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: و لا تفسدوا في الارض [4] اور تم زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔۔و اذا تولى سعى في الارض ليفسدفيها و يهلك الحرث و النسل اور جب وہ پلٹتا ہے تو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے کھیتوں اور نسل کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ کو فساد پسند نہیں ہے [5] اسی طرح توازن سے بے پرواہو کر ماحول کے استعمال میں سرکشی سے منع کرتا ہے اور ہر ایسے فساد سے جو حیوانات اور نباتات کی تباہی کا موجب ہو، اسلام اس سے سختی سے روکتا ہے۔ دوسری طرف اسلام ماحول کی اصلاح اور ترقی میں مفید ہر کام کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ شجرکاری سے ماحول صاف ستھرا رہتا ہے۔ حضرت

---

1 سورۃ المدثر: ۴

2 سنن ابوداؤد، رقم الحدیث ;۲۷تا۲۸ص:۶۸۷۔

3 صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ باب ۲۱ ص ۲۴۹۷ مزید ص ۲۴۹۷ ۔

4 سورۃ البقرہ۔ ۶۰ ۔

5 سورۃ البقرہ۔ ۲۲۲۔

خزیمہ بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: مسلمان جب بھی کوئی پودا لگاتا ہے یا کھیتی کو بوتا ہے اور پھر اس میں سے کوئی انسان یا جانور یا کوئی اور چیز کھاتی ہے تو اسے ضرور اجر ملتا ہے [1]۔

اسی طرح اسلام انسان کو مناسب تفریح اور حسب ضرورت آرام کرنے کی ترغیب دیتا ہے کیوں کہ یہ دوبارہ کام کرنے اور صحت کی حفاظت میں معاون ہوتے ہیں۔

اسلام کی نظر میں صحت اللہ تعالی کی عظیم نعمت ہے جو اس نے اپنی بندوں کو عطا کی ہے، بلکہ یہ ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت ہے، اس لیے ایک طرف تو اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے تو دوسری طرف اس کا تحفظ بھی کرنا چاہیے؛ کیوں کہ صحت اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک بڑی ذمہ داری بھی ہے۔ رسول اللہؐ فرماتے ہیں: قیامت کے روز، محاسبہ کے وقت، سب سے پہلے بندہ سے یہ کہا جائے گا کہ کیا میں تجھے جسمانی صحت نہیں دی تھی؟ اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ قیامت کے روز چار باتوں کا پوچھے بغیر کسی انسان کے قدم نہیں ہلیں گے۔ اس کی عمر کے بارے ہیں کہ اس سے اس نے کس کام میں کھپایا؟ اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر اس نے کیا عمل کیا؟ اس کے مال کے بارے میں کہ اس نے اس سے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اس سے اس نے کس کام میں صرف کیا

اس لیے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اس نعمت کی حفاظت کرے اور اس کا غلط استعمال کر کے اسے تبدیل کرنے یا بگاڑنے سے پرہیز کرے۔ اس نعمت کی حفاظت کی صورت یہ ہے کہ اس کی پوری نگاہ داشت کی جائے اور اس کے بقا اور بہتری کے لیے ہر ضروری کوشش کی جائے۔ مسلمان کو ہر وہ عمل ضرور انجام دینا چاہیے جو ماہر اطبا کے فیصلے کے مطابق صحت کے بچاؤ اور فروغ کے لیے مفید ہو۔ اس لئے اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ہم ماحولیاتی آلودگی سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ جو کہ آئے روز نت نئے وبائی امراض وائرس کا سبب بنتے ہیں۔ بحیثیتِ اُمتی ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم خاتم الانبیاء ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے زمین اور اس کی فضا کو آلودگی سے بچائیں اور اس میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ہر اُس عمل سے اجتناب کریں جس سے زمین کے حسن اور ماحولیات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

---

1 بخاری **محمد** بن اسماعیل ابو عبد اللہ، **الجامع الصحیح**، دار السلام والتوضیح، طبعہ الثانی لریاض، ۱۹۹۹، کتاب الحرث و المزارعۃ، باب **فضل** الزرع والغرس اذا اکل منہ، **رقم الحدیث ۲۳۲۰، ص۔ ۳۷۲ مزید حوالہ جات ملاحضہ: ترمذی محمد** بن عیسیٰ: **جامع ترمذی**، دار السلام الریاض، ۱۹۹۹، کتاب الاحکام عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی فضل الغرس، رقم الحدیث، ۱۳۸۲، ص۔ ۳۳۸ **اور مسند شافعی**، حمد بن حبان بن أحمد بن حبان أبو حاتم، االبُستي (المتوفى: ۳۵۴ھ) (المسند الصحيح على الأنواع والتقاسيم) -

تجاویز و سفارشات

- کاغذ اور کپڑے کے تھیلے ماحول دوست ہیں ان کا استعمال کیا جانا چاہیے
- اندرونی شہروں کا سفر کے لیے ڈبل ڈیکر بسوں کا استعمال کیا جانا چاہیے کہ گاڑیوں کی تعداد میں کچھ کمی ہو سکے
- الیکٹرک رکشہ 'قیمت زیادہ ہو گی مگر سواری سستی یعنی پٹرول یا گیس کے بجائے بجلی سے چلنے والا رکشہ تاحال مارکیٹ میں متعارف تو کروایا جاے
- موٹر سائیکل کی تعداد کم کی جائے اور کیونکہ موٹر سائیکل کے چلانے سے ہی فضا سب سے زیادہ آلودہ ہوتی ہے سائیکل کو رواج دیا جائے۔ سائیکل سواروں کے لیے سڑکوں پر ٹریک بنائے جائیں۔ کم قیمت لیکن عمدہ سائیکلیں لوگوں میں تقسیم کی جائیں۔ اور ایسی سائیکلیں بھی جو پہاڑی علاقوں میں بھی چلائی جا سکیں۔ ملکی سائنسدانوں کو اس مسئلے کے حل کے لیے ترغیب دی جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات دیے جائیں۔ تاکہ وہ ایسے سامان ایجاد کریں جو آلودگی روکنے میں معاون ثابت ہوں۔
- صنعت کار اگر ایسی صنعتیں قائم کریں جو آلودگی پیدا کرتی ہوں تو ایسے وسائل بھی استعمال کریں جو ان آلودگیوں کو تحلیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں، تاکہ ماحول کو اور ماحول کے واسطے سے دوسرے انسانوں کو اسکا نقصان نہیں پہونچے۔
- ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ملک میں آنا بعض جہتوں سے یقیناً مفید ہے کہ اس سے مارکیٹ میں مسابقت پیدا ہوتی ہے ،اور صارفین کو معیاری اشیاء فراہم ہوتی ہیں، لیکن یہ صنعتیں اپنے ساتھ صنعتی فضلوں کا انبار اور مختلف نوع کی آلودگیاں بھی ساتھ لارہی ہیں، اس لئے سمینار حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملکی کمپنیاں ہوں یا غیر ملکی، ان کے لئے ایسے قوانین بنائے جائیں اور ان پر عمل کا پابند کیا جائے جو ماحول کے تحفظ میں معاون ہو اور مضر اثرات سے بچاتے ہوں۔
- سموگ کی بڑی وجوہات میں سے ایک یعنی چاول کی فصل کا بھوسہ جلانے کے حوالے سے کہ حکومت مشینیں درآمد کرے جس سے چاول کا بھوسہ جلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔
- اینٹوں کے بھٹوں سے نکلنے والی آلودگی کو کم کرنے کے لیے انھیں زگ زیگ ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے قرض فراہم کرے جبکہ سٹیل فرنس کی آلودگی کم کرنے میں مدد دینے کے لیے سکربر زپر عائد ڈیوٹی ہٹالی جائے۔
- لاہور کے اطراف میں زمینوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور یہاں 60 ہزار کینال پر اربن فاریسٹ یا شہری جنگل اگائے جائیں

- زیادہ تر ترقی یافتہ ممالک زیادہ سے زیادہ نفع کمانے اور سستی سے سستی پیداوار حاصل کرنے کی غرض سے صنعتوں کو ماحول دوست بنانے پر توجہ نہیں دیتے آلودگیوں کو تحلیل کرنے کے وسائل اختیار نہیں کرتے، یہاں تک کہ اب جب کہ آلودگی کا مسئلہ ایک بھیانک صورت حال اختیار کر چکا ہے، وہ اس کے اثرات کو دور کرنے کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں ترقی یافتہ ممالک کو ان کی ذمہ داریوں کا پابند کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔
- آلودگی کو کم کرنے کے لیے نچلی سطح تک لوگوں میں آگاہی مہم شروع کی جائے۔ تاکہ لوگ اس مسئلے کو سمجھ سکیں۔ اور آلودگی کو کم کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- تمام اہل وطن کو چاہئے کہ وہ اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کا اہتمام کریں ایسی چیزیں جو آبادی میں آلودگی پیدا کرنے والی ہیں اور دوسروں کو تکلیف پہونچانے والی ہیں، جیسے راستوں اور آبادیوں کے درمیان قضاء حاجت، گھر سے سے باہر کھلی ہوئی نالیاں نکالنا، صاف جمع شدہ پانی میں گندگیوں کا اخراج، آبادی کے درمیان بھٹی اور چمنیاں قائم کرنا، گاڑیوں میں کراسن تیل کا استعمال، بے جا طریقہ پر لاؤڈ اسپیکر کا استعمال وغیرہ، ان سے احتراز کریں
- برقی گاڑیوں کی صنعت' الیکٹرک کار انڈسٹری کے لیے فوائد کی پالیسی بنائی جایں۔